انٹرنیٹ، اُردو افسانہ اور وکی پیڈیا

پروفیسر ڈاکٹر محمد کامران، صدرِ شعبۂ اُردو، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

Abstract

The light of Internet has spread rays of knowledge everywhere. The distances between dream and reality are being reduced. The use of Internet is increasing day by day in Pakistan. Progress in computer world has deep effects on social, economic, literary and political life. Through internet we can access any topic of the world, and can avail ourselves of its advantages in our homes.

The article while discussing the role of a famous website "Wikipedia"in the promotion of Urdu short stories also touches upon the contemporary literary trends and social situation of the Pakistani society.

اُردو پاکستان کی قومی زبان ہے۔ ہمارا قومی و ملی تشخص، اُردو سے جُڑا ہوا ہے۔ اُردو پاکستان میں قومی رابطے کا سب سے مؤثر ذریعہ اور بین الاقوامی سطح پر ہماری شناخت کا اہم حوالہ ہے۔ زندہ قومیں اپنی تہذیب و تمدن اور زبان و ادب پر فخر کرتی ہیں۔ مگر ہم بدقسمتی سے ان اقوام میں شمار ہوتے ہیں جو اپنی زبان کے حوالے سے کمتری کے احساس میں مبتلا ہیں اور اپنی قومی زبان کے عملی نفاذ کی راہ میں خود ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔

اُردو کا شمار دُنیا کی ان زبانوں میں ہوتا ہے جن کے مزاج میں غیر معمولی لچک اور جن کے پس منظر میں ایک بھرپور ثقافتی زندگی ہمہماتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اُردو میں دوسری زبانوں کے الفاظ کو جذب کرنے اور حسبِ ضرورت انہیں اپنے مزاج کے مطابق ڈھالنے کی زبردست صلاحیت پائی جاتی ہے۔ ماہرینِ لسانیات اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ بین الاقوامی سطح پر بہت سی زبانیں رفتہ رفتہ معدوم ہو رہی ہیں یا معدوم ہونے کے خطرے سے دوچار ہیں اور آج یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اکیسویں صدی میں صرف وہی زبانیں ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہیں گی جو عصری تقاضوں کو پیشِ نظر رکھیں گی اور اس حوالے سے جو زبانیں کمپیوٹر اور جدید دور کی سہولتوں سے ہم آہنگ ہوں ان پر ترقی و خوشحالی کے در کھلتے چلے جائیں گے۔ اسی سوچ کے پیشِ نظر اُردو زبان و ادب نے بھی کمپیوٹر کی دُنیا میں نئے امکانات کی تلاش کا سفر شروع کر رکھا ہے۔ نظم و نثر کے حوالے سے متعدد ویب سائٹس معرضِ وجود میں آ چکی ہیں۔ انٹرنیٹ نے سماجی زندگی کے ساتھ زندگی کے تمام شعبوں خاص طور پر علوم و فنون پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ خاص طور پر نئی نسل نے تو آنکھیں ہی کمپیوٹر کی آغوش میں کھولی ہیں۔ گزشتہ دو تین دہائیوں میں پاکستان میں بھی کمپیوٹر لٹریسی (Computer Literacy) میں قابلِ قدر اضافہ ہوا ہے۔ اور عوامی سطح پر اس امر کا شعور بیدار ہوا

ہے کہ کمپیوٹر سے وابستگی سماجی ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔ جہاں تک اُردو زبان کا تعلق ہے، حکومتوں کی عمومی بے حسی کے باوجود زبان وادب کی ترقی میں کمپیوٹر کا کردار نمایاں ہو رہا ہے۔

دُنیا کو عالمی گاؤں بنانے میں سب سے کلیدی کردار انٹرنیٹ کا ہے۔ گلوبلائزیشن (عالمگیریت) نے فاصلوں کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔ عصرِ حاضر میں کمپیوٹر اور ترقی کا سفر لازم وملزوم ہو کر رہ گئے ہیں۔ انٹرنیٹ کے عالمی منظرنامے پر بہت سی زبانیں اپنی حیثیت منوانے میں کوشاں ہیں مگر انگریزی کی بالادستی مسلمہ ہے۔ گزشتہ دو عشروں میں پاکستان میں بھی اُردو زبان میں متعدد ویب سائٹس معرضِ وجود میں آئی ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے۔

افسانہ، اُردو کی نثری اصناف میں سب سے مقبول صنفِ ادب ہے۔ بیسویں صدی میں جس صنف میں سب سے نمایاں ارتقاء دکھائی دیتا ہے اور جس نے ایک عالم کو اپنا دیوانہ بنائے رکھا وہ مختصر اُردو افسانہ ہے۔ جہاں افسانوں پر مشتمل کتابیں مقبولیت حاصل کر رہی ہیں وہاں افسانہ انٹرنیٹ پر بھی غیر معمولی توجہ حاصل کر رہا ہے۔ پاکستانی افسانے نے اپنی مختصر زندگی میں اتنے نشیب وفراز دیکھے ہیں کہ افسانے کا موضوعاتی کینوس بے حد وسعت اختیار کر گیا ہے۔

انٹرنیٹ سے آگہی رکھنے والوں کے لیے وکی پیڈیا معلومات کی فراہمی کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ وکی پیڈیا، انسائیکلوپیڈیا کی ایک جدید شکل ہے۔ وکی پیڈیا پر اُردو کے حوالے سے معلومات کے حصول کے لیے پہلے انگریزی میں مواد دستیاب ہوتا تھا مگر اب ''اُردو وکی پیڈیا'' نے اُردو دان طبقے کے لیے معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ فراہم کر دیا ہے۔

مذکورہ ویب سائٹ کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ اس کے قارئین مختلف موضوعات پر اپنی تحریریں اپ لوڈ کر سکتے ہیں اور جہاں کہیں ضرورت محسوس ہو تو دستیاب مواد کی اصلاح اور نظرثانی کے بھی مجاز ہیں۔ اُردو افسانے کے حوالے سے وکی پیڈیا پر انگریزی اور اُردو میں کثیر مواد موجود ہے۔ اُردو وکی پیڈیا کو ''ویکیپیڈیا۔ آزاد دائرۃ المعارف'' کا عنوان دیا گیا ہے۔ مذکورہ ویب سائٹ کا اُردو زبان وادب کے فروغ میں اہم کردار ہے۔

مذکورہ ویب سائٹ پر ''تلاش'' کے عنوان سے بنائے گئے خانے میں مطلوبہ مواد کا عنوان ٹائپ کر کے متعدد صفحات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے اور حسبِ ضرورت ان صفحات کی عکسی نقول بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر ''تلاش'' کے خانے میں لفظ ''افسانہ'' ٹائپ کریں تو افسانے کے حوالے سے تعارفی صفحہ سامنے آ جاتا ہے۔ افسانے کی تعریف کے ضمن میں درج ہے:

> ''افسانہ اُردو ادب کی نثری صنف ہے۔ لغت کے اعتبار سے افسانہ چھوٹی کہانی کو کہتے ہیں لیکن ادبی اصطلاح میں افسانہ زندگی کے کسی ایک واقعے یا پہلو کی وہ خلاقانہ اور فنی پیش کش ہے جو عموماً کہانی کی شکل میں پیش کی جاتی ہے۔ ایسی تحریر جس میں ایجاز واختصار بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ وحدتِ تاثر اس کی سب سے اہم خصوصیت ہے۔ ناول زندگی کا کلی اور افسانہ زندگی کا ایک جُز پیش کرتا ہے، جبکہ ناول اور افسانے میں طوالت کا فرق بھی ہے۔'' [۱]

وکی پیڈیا (اُردو) کے ایک اور صفحے پر پاکستانی افسانے کا تفصیلی تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ابتدائی طور پر اُردو کے پہلے افسانہ نگار کے حوالے سے عمومی بحث، رومانوی افسانہ نگاری اور پریم چند کی حقیقت پسندی کا تعارف کراتے ہوئے اُردو میں ترقی

پسند افسانے کی روایت اور اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے ''انگارے گروپ'' کا ذکر کیا گیا ہے، یہاں ''پاکستانی افسانہ'' کے مقالہ نگار سے ایک غلطی سرزد ہوئی ہے۔ ''انگارے'' کے عنوان سے شایع ہوئے افسانوی مجموعے کے مصنفین میں رشید جہاں، احمد علی اور محمود الظفر کا حوالہ دیا گیا ہے مگر ''انگارے'' کے سب سے اہم مصنف سجاد ظہیر کا ذکر نہیں کیا گیا۔ حالانکہ مذکورہ مجموعہ جو ۹ افسانوں اور ایک ڈرامے پر مشتمل ہے، اس میں پانچ افسانے سجاد ظہیر کے تحریر ہوئے تھے۔۲

''انگارے'' کے بعد انھوں نے کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، سعادت حسن منٹو اور عصمت چغتائی کے افسانوی طرزِ احساس پر روشنی ڈالتے ہوئے انتہائی اختصار سے اُردو کے مذکورہ بالا نمایندہ افسانہ نگاروں کی فکر کے نمایاں پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے مثلاً کرشن چندر کے حوالے سے:

> ''کرشن چندر نے حقیقت میں رومان کا امتزاج پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن ان کا رومان بھی رومانیت کے ذیل میں نہیں آتا اور ان کے رومان کا تعلق حقیقت سے ہے۔ کرشن چندر کے کردار اسی حقیقی دنیا میں محبت کرتے ہیں اس لیے انہیں اکثر جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس جدائی کے پس منظر میں معاشی، معاشرتی حالات بھی موجود ہوتے ہیں۔'' ۳

اسی طرح راجندر سنگھ بیدی کے افسانوں میں پائے جانے والے فکری رجحانات کا تجزیہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

> ''راجندر سنگھ بیدی کے افسانوں کا تعلق بھی حقیقت نگاری کی طرف زیادہ اور رومان کی طرف کم ہے۔ ان کے ہاں موضوعات کا مکمل تنوع موجود ہے۔'' ۴

اسی طرح منٹو کے فن کو ایک جملے میں سمیٹا گیا ہے:

> ''۔۔۔منٹو کا تعلق ہماری معاشرتی حقیقتوں سے گہرا ہے وہ ساری زندگی ہماری سماجی، معاشرتی منافقتوں اور غلاظتوں کی نشاندہی کرتا رہا۔'' ۵

اسی طرح عصمت چغتائی کے فن کے حوالے سے تعارفی جملہ بھی خاص معنویت کا حامل ہے:

> ''عصمت چغتائی نے بھی معاشی اور معاشرتی حالات کے تحت پیدا ہونے والی جنسی محرمیوں [محرومیوں] پر کہانیاں لکھیں اور متوسط گھرانے کی زندگی پر قلم اُٹھایا۔'' ۶

وکی پیڈیا (اُردو) پر قیامِ پاکستان کے بعد اُردو کے نمایندہ افسانہ نگاروں کے فکر و فن کا محاکمہ پیش کیا گیا ہے۔

۱۹۴۷ء کے بعد افسانے میں وکی پیڈیا (اُردو) میں ''فسادات کا رجحان'' کے تحت اُردو افسانے میں ہجرت اور فسادات کے موضوع پر لکھے گئے اہم افسانوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ فسادات کے زیرِاثر لکھے جانے والے افسانوں میں مجموعی رویوں کے زیرِاثر منٹو کے ''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' کو شاہکار افسانہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح فسادات کے پہلو بہ پہلو تلخی اور زہرناکی کے حوالے سے بھی منٹو کے ہی افسانے ''کھول دو'' کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اسی طرح ہجرت اور فسادات کے موضوع پر احمد ندیم قاسمی کے افسانوں ''نیا فرہاد''، ''تسکین'' اور ''پرمیشور سنگھ'' کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح انتظار حسین کے افسانے ''بن لکھی رزمیہ'' کو آزادی کی جدوجہد اور شکستِ خواب کی تفسیر قرار دیا گیا ہے۔ ۷

قیامِ پاکستان کے بعد افسانہ نگاروں کی جو نسل اُبھر کر سامنے آئی، اس میں بہت سے ایسے افسانہ نگار بھی تھے جو قیامِ

پاکستان سے پہلے ہی اپنا تخلیقی سفر شروع کر چکے تھے مگر انھیں صحیح معنوں میں شناخت قیامِ پاکستان کے بعد ملی، ان میں نمایاں نام احمد ندیم قاسمی اور غلام عباس کے ہیں۔

وکی پیڈیا (اُردو) کے مطابق احمد ندیم قاسمی نے سماجی استحصال اور منافقانہ رویوں پر بھرپور کہانیاں لکھیں جن میں ''جب بادل اُمڈ آئے'' اور ''گھر سے گھر تک'' قابلِ ذکر ہیں۔ وکی پیڈیا پر احمد ندیم قاسمی کے فکر وفن کے حوالے سے شامل تحریر میں تشنگی کا احساس ہوتا ہے اور احمد ندیم قاسمی کے افسانوی فن کا حقیقی تاثر اُبھر کر سامنے نہیں آپاتا۔ وکی پیڈیا (اُردو) کے مطابق قیامِ پاکستان کے بعد نئی سماجی صورتِ حال کے حوالے سے غلام عباس کا افسانہ ''فینسی ہیئر کٹنگ سیلون'' ایک اہم افسانہ ہے۔ غلام عباس جس طرح سماج کے دوغلے پن کی عکاسی کرتے ہیں اس کی عمدہ مثالیں ان کے افسانوں ''کتبہ''، ''اوورکوٹ'' اور ''آنندی'' جیسے شہرۂ آفاق افسانوں میں تلاش کی جاسکتی ہیں۔ ۸

پاکستان کے نمایندہ افسانہ نگاروں کی فہرست میں تیسرا نام شوکت صدیقی کا ہے۔ شوکت صدیقی کے افسانے اور ان کے کردار نچلے طبقے کی محرومیوں اور نارسائیوں کی دلگداز تصویریں پیش کرتے ہیں۔ وکیپیڈیا (اُردو) میں ''خداداد کالونی'' کو شوکت صدیقی کا نمایندہ افسانہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح خدیجہ مستور کے افسانوں کا بنیادی موضوع معاصر زندگی کے روزمرہ مسائل قرار دیا گیا ہے۔

> ''خدیجہ مستور نے بھی ترقی پسندوں کی طرح زندگی کی اس جدوجہد میں سب سے اہم عنصر معاشیات کو قرار دیا ہے۔'' ۹

وکی پیڈیا (اُردو) نے ہاجرہ مسرور کے افسانوں کے حوالے سے ایک مختصر تنقیدی نوٹ درج کیا ہے:

> ''ہاجرہ مسرور نے جنس کے ذریعے معاشرے میں پلنے والی برائیوں کو بیان کیا۔ ان کے ہاں دو حوالے ہیں، ایک جنسی اور دوسرا پیٹ کی بھوک۔ ان کے ہاں کئی جگہ ایسے مواقع آتے ہیں جہاں ان کا تصادم شروع ہو جاتا ہے اور ان کے ہاں ایک خاص قسم کا امتزاجی رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے ان کا افسانہ ''کتے'' قابلِ ذکر ہے۔ ہاجرہ نے عورت کے حوالے سے اس معاشرے کو دیکھا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ معاشرے میں سماجی، معاشرتی اور تہذیبی اقدار کی وجہ سے عورت گھٹن کا شکار ہے۔ وہ جو چاہتی ہے ویسا نہیں کر سکتی۔ ایک معاشرتی جبر ان پر مسلط ہے۔'' ۱۰

پاکستانی افسانہ نگاروں کی اس فہرست میں اگلا نام منشا یاد کا ہے:

> ''منشا یاد کے بہت سے افسانوں کا تعلق ترقی پسند سوچ سے ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے انسان کے داخلی مسائل، علامتی نقطۂ نظر اور بیانیہ افسانے لکھے ہیں۔'' ۱۱

پاکستانی افسانے کے ارتقائی سفر میں ایک اہم مرحلہ ''علامت اور تجریدیت کا رجحان'' ہے۔ وکی پیڈیا (اُردو) کے مطابق اس رجحان نے نئے افسانے کو جنم دیا:

> ''جس میں نئے اسالیب اور نئے موضوعات کو جگہ دی گئی ہے۔ اسالیب میں بیانیہ کی جگہ علامت کو رواج دیا گیا ہے اور پلاٹ کے منطقی تسلسل کو توڑ کر شعور کی رو کی تکنیک کا استعمال ہوا، جبکہ کردار بھی روایتی افسانے کی طرح مستقل نہیں رہے۔ فکر اور موضوع کے حوالےسے اس دُنیا کے بجائے سائے اور پرچھائیوں کی دُنیا جو

انتہائی مبہم اور غیر واضح ہے، نظر آتی ہے۔ فکری حوالے سے کچھ مسائل ہیں جس میں خوف، تنہائی اور انتشار قسم کی کیفیات موجود ہیں۔ خاص کر عدم شناخت کا مسئلہ۔ علامت نگاری کی سب سے بڑی وجہ انسان کی مشینی زندگی کے بعد اخلاقی اور تہذیبی زوال کے سبب بڑھتی ہوئی تنہائی، انتشار اور خوف ہے۔'' [۱۲]

علامتی افسانے کے حوالے سے سب سے معتبر اور اہم نام انتظار حسین کا ہے۔ انتظار حسین نے اخلاقی زوال اور انتشار کے باعث معاشرے میں در آنے والی تبدیلیوں اور بحران کی عکاسی کے لیے علامت کا سہارا لیا۔ اس حوالے سے انتظار حسین کے نمایندہ افسانے ''آخری آدمی'' کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔ کیوں کہ اسے ''انسان کے اخلاقی، تہذیبی اور مذہبی زوال کی علامت قرار دیا گیا ہے اسی طرح ''زرد کتا'' کو بھی اخلاقی اور تہذیبی زوال کی کہانی قرار دیا گیا ہے:

''اس افسانے میں زرد کتا اور لومڑی کا بچہ دونوں نفسِ امارہ کی علامت ہیں۔ وہ نفس جو کہ انسان کو گمراہی پر اُکساتا ہے۔ جتنا اسے روکا جاتا ہے اتنا وہ اچھلتا ہے۔'' [۱۳]

اسی طرح علامتی افسانے کے ابتدائی حصہ کے دوسرے اہم افسانہ نگار ڈاکٹر انور سجاد کے حوالے سے وکی پیڈیا (اُردو) میں لکھا ہے:

''ڈاکٹر انور سجاد کے افسانے اتنے مبہم ہوگئے ہیں کہ ان کے افسانوں میں معنویت کی تلاش بہت ہی مشکل ہوگئی ہے۔ ان کے افسانوں کا موضوع ایسا انسان ہے جس نے جنگوں، تشدد، بربریت، مفلسی، غربت، ظلم وستم کے سائے میں آنکھ کھولی ہے اور اس انسان کے لیے سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ خود انسان کیا ہے؟ اس کی بقا کس طرح ممکن ہے؟'' [۱۴]

پاکستان میں علامتی افسانے کے ارتقائی سفر میں اگلا سنگِ میل ڈاکٹر رشید امجد کو قرار دیا گیا ہے:

''ان کے افسانوں میں یہی سوال اٹھایا گیا ہے کہ میں کون ہوں؟ میری پہچان کیا ہے؟ یہ سب کس طرف جا رہے ہیں؟ ہماری منزل کیا ہے؟ ان کے ہاں ایک ایسے کردار کی شبیہہ اُبھرتی ہے جو کہ اپنے آپ کو گم کر چکا ہے۔ ان کے ہاں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ کردار اپنے گھر کا راستہ بھول گئے ہوں کیونکہ وہ اپنی پہچان مکمل طور پر کھو چکے ہیں۔'' [۱۵]

وکی پیڈیا (اُردو) نے اُردو افسانے کی روایت میں جنسی اور نفسیاتی رجحان کو بھی خاص اہمیت دی ہے کیونکہ اسی رجحان کے زیرِ اثر اُردو میں بڑے افسانے اور افسانہ نگار منظرِ عام پر آئے، اس رجحان کا نمایندہ افسانہ نگار سعادت حسن منٹو ہے۔ سعادت حسن منٹو کے افسانوں میں پائے جانے والے جنسی و نفسیاتی شعور کا تجزیہ کرتے ہوئے اس رائے کا اظہار کیا گیا ہے:

''سعادت حسن منٹو، جنسی اور نفسیاتی امور کا تجزیہ کرتے وقت تلذذ اور مزے کا شکار نہیں ہوئے۔ ان کے نزدیک یہ جنسی اور نفسیاتی امور کچھ حقیقتیں ہیں جن کو بیان کرنا اور جن تک رسائی حاصل کرنا ضروری ہے۔ منٹو نے جو کچھ دیکھا، سوچا اس کو بیان کیا اور منافقت اسے ناپسند تھی۔ منٹو کا کہنا تھا کہ اگر میرے افسانے قابلِ برداشت نہیں تو مطلب یہ ہے کہ یہ معاشرہ بھی ناقابلِ برداشت ہے۔۔۔'' [۱۶]

اسی طرح قدرت اللہ شہاب کے افسانوں میں عورتوں کے حوالے سے نفسیاتی شعور کا حوالہ دیتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کیا گیا ہے: ''قدرت اللہ شہاب کے ہاں عورت کے جنسی استحصال اور غربت سے پیدا ہونے والی بے کسی موجود ہے۔'' ۱۷

جنس اور نفسیات کے حوالے سے اُردو افسانے کی تاریخ میں ایک اہم نام ممتاز مفتی ہے جنھوں نے فرائیڈین نفسیات کی روشنی میں اپنے کرداروں کے باطن میں جھانکنے کی کوشش کی: ''ممتاز مفتی نے نفسیات اور جنس کو موضوع بنایا۔ ان تمام موضوعات میں مفتی کی اپنی زندگی موجود ہے۔'' ۱۸ اسی طرح ڈاکٹر عرش صدیقی کے افسانوں کے مجموعے ''باہر کفن سے پاؤں'' میں پائے جانے والے جنسی رجحانات اور نفسیاتی شعور کے حوالے سے اظہارِ خیال کیا گیا ہے:

> ''انھوں نے دراصل جنس کو نئی معنویت کے ساتھ محسوس کیا۔ فرائیڈ اور دیگر ماہرینِ نفسیات کا اثر بھی قبول کیا۔'' ۱۹

پاکستانی افسانے کے ارتقائی سفر میں وکی پیڈیا کے مطابق ایک اہم رجحان محبت کا ہے جس کے حوالے سے نمایندہ افسانہ نگار اشفاق احمد کو قرار دیا گیا ہے:

> ''جدید دور میں اشفاق احمد ایسا نام ہے جس نے افسانے کا موضوع محبت اور اس کی کیفیات بنائے۔ اس کی محبت عام محبت سے نہیں بلکہ بڑی خاص، گہری اور داخلی محبت ہے۔ جو مجاز سے سفر کرتے ہوئے حقیقت کی طرف مڑ جاتی ہے، اشفاق احمد کی محبت کے لاتعداد روپ ہیں جو لڑکے اور لڑکی تک محدود نہیں بلکہ اپنا وجود پھیلائے ہوئے وسیع کائنات میں پھیل جاتے ہیں، ان کے اکثر کردار محبت کے حوالے سے محرومیوں اور المیے، انتشار اور معاشرتی مسائل کا شکار ہیں۔ ''مانوس اجنبی'' افسانے کا ماحول بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ اس کے کردار بھی محبت کرنے کے بعد جدا ہو جاتے ہیں۔ کسی نے لکھا ہے کہ اشفاق احمد کے کردار محبت تو کرتے ہیں لیکن جدائی ان کا مقدر ہے۔'' ۲۰

وکی پیڈیا (اُردو) کے مطابق پاکستانی افسانے کا ایک اہم رجحان تاریخ سے متعلق ہے اور اس حوالے سے تاریخی طرزِ احساس علامتی انداز میں انتظار حسین اور حامد بیگ کے ہاں ملتا ہے جبکہ بیانیہ افسانے کے حوالے سے زاہدہ حنا کے فن پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ پاکستانی افسانے کے ارتقائی سفر میں آخری رجحان ''تیزی سے بدلتی ہوئی دُنیا سے ہم آہنگ تخلیقیت کا جدید رجحان'' کے عنوان سے وکی پیڈیا کے برقی صفحات پر موجود ہے:

> ''اسّی کی دہائی کے آتے آتے اُردو افسانہ اپنے اندر متنوع موضوعات، اسالیب، زبان و بیان کے تجربات اور فکریات کو سمو چکا تھا۔ فن کاروں کی نئی نسل، دُنیا کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات سے ہم آہنگ تخلیقی اسلوب کو متعارف کرانے میں کامیاب رہی۔ یہ اعزاز بھی اسی پیڑھی کے افسانہ نگاروں کے حصے میں آیا ہے کہ علامت نگاری اور تجریدیت کی بہتات کی وجہ سے اُردو افسانے کا روٹھا ہوا قاری پھر سے اس تخلیقی تجربے سے جڑ گیا ہے۔'' ۲۱

مجموعی طور پر وکی پیڈیا (اُردو) نے اُردو افسانے کے ارتقاء اور پاکستانی افسانے کے رجحانات کے حوالے سے قابلِ قدر مواد فراہم کیا ہے۔ اس سے نہ صرف محقق، نقاد اور طلبہ و طالبات بلکہ اُردو ادب کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے قارئین استفادہ

کر سکتے ہیں مگر مذکورہ ویب سائٹ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ املا اور کتابت کی بہت سی غلطیاں، تحریر کے مطالعے میں دشواری پیدا کرتی ہیں، اِسی طرح بہت سے نمائندہ پاکستانی افسانہ نگاروں کونظرانداز کر دیا گیا ہے یا ان کی فکر کے نمایاں پہلوؤں کوموثر طور پر اُجاگر نہیں کیا گیا مثلاً اسد محمد خاں عصرِ حاضر کے بہتر اور نمایندہ افسانہ نگار ہیں جن کا کوئی ذکر نہیں، اسی طرح بہت سی خواتین افسانہ نگاروں کو بھی اُردو افسانے کے ارتقائی سفر میں شریک نہیں سمجھا گیا۔ اس کے باوجود مذکورہ ویب سائٹ کی افادیت اور اُردو افسانے کے فروغ میں اس کے کردار کی اہمیت مسلمہ ہے۔

حواشی:

۱۔ ur.wikipedia.org/wiki/افسانہ

۲۔ ڈاکٹر محمد کامران۔ انگارے۔ تحقیق وتنقید، لاہور: ماورا بکس، ۲۰۰۵ء، ص: ۱۱ تا ۲۶

۳۔ ur.wikipedia.org/wiki/ پاکستانی افسانہ

۴۔ Ibid

۵۔ Ibid

۶۔ Ibid

۷۔ Ibid

۸۔ Ibid

۹۔ Ibid

۱۰۔ Ibid

۱۱۔ Ibid

۱۲۔ Ibid

۱۳۔ Ibid

۱۴۔ Ibid

۱۵۔ Ibid

۱۶۔ Ibid

۱۷۔ Ibid

۱۸۔ Ibid

۱۹۔ Ibid

۲۰۔ Ibid

۲۱۔ Ibid